© rasailojaraid.com

رینٹ اے کار... کے شرعی مسائل

مفتی وزیر احمد، جامعہ ضیائے مدینہ، ماہی والا، جمال چھپری، لیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ نِعْمَ اَجْرَ الْعَامِلِیْن ...

بعہد حاضر انسان کی بڑھتی ہوئی ضروریات اوران کے حوالہ سے مختلف النوع ایجادات آسانیاں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ نئے مسائل بھی پیدا کررہی ہیں۔ازمنہ قدیم کی ایجادات تقویٰ ا ورورع کے حامل نفوس کے دامن کو چھوڑ کر جب ,,عجائب گھر،، کاراس المال بنتی ہیں۔تواس وقت شرعی احکام کے ذیل میں استعمال ہونے والی قدیمی اصطلاحات بھی گھٹ کررہ جاتی ہیں۔جب تک نئی ایجادات کے ساتھ جدید علمی تحقیقات واصطلاحات سامنے نہ آئیں اس وقت تک عملی زندگی کی سمت خمیدہ محسوس ہوتی ہے۔البتہ جونام کے انسان ہیں وہ حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیران کے استعمال سے لطف اندوز ہونا جان وروح کی تسکین تصور کرتے ہیں۔

متلاشیانِ حق !ہردور میں جدید ایجادات کی سہولیات بہم فراہم کرنیوالوں سے بڑھ کر جدید تحقیقات سامنے لانے کے فریضہ کوسرانجام دینے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔اوراِس نہ ختم ہونے والے ایجادات کے سلسلہ کے اہم آہنگ ایسے اصول وضوابط بھی وضع کرتے ہیں جن کی روشنی میں شرعی حل تلاش کرنے میں ایک عام قاری کومدد ملتی ہے۔اس کی واضح مثال ,,ٹرین، بحری اورہوائی جہاز یا پیدل، جانوروں کی پیٹھ اورسست رفتار کشتیوں پرسفر کرنے کی صعوبتوں سے بندوں کو جب چھٹکارا ملا۔تو معاً علماءکرام نے ان چیزوں کے متعلقہ پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل بھی پیش کیا۔

لیکن جدید تحقیقات کے دائرہ ظرف میں اس قدر وسعت ہے جو پر ہونے والی نہیں۔جس قدرنئی تحقیقات فراہم کی جائیں اسی قدر مزید ایجادات کے باعث اورتحقیقات کی گنجائشیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ جیسا کہ صناعوں کی جدید صناعی کی متنوع صورتوں کوعقد اجارہ،عقد استصناع ،امانت ،وکالت اور دیگر اصطلاحات کے جامہ میں ملبوس کرنے کی اشد ضرورت ہے۔تاکہ ایک محلّہ کا امام اپنے عام ہنرمند و صنعت کار مقتدی کواس کے کاروبار سے متعلق امور میں شریعت کے اصولوں کے مطابق رہنمائی فراہم کرسکے تاکہ اس کا کاروبار اپنے تمام تر گوشوں میں شرعی اصولوں کے تابع ہوکر ذریعہ رزقِ حلال بن سکے جدید مشینی دور میں انسانوں نے ضروریات کی تکمیل کی خاطر اپنے لئے جوسہولیات پیدا کرلی ہیں ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں قابل ذکر سہولت ہر قسم کی گاڑیوں کی کرایہ پر (بصورت ''رینٹ اے کار'') دستیابی بھی ہے۔ ہر ملک کے باشندوں کو موٹر سائیکل، رکشا، کار، کھدائی کا کام دینے والی مشینیں اور ہیلی کاپٹر و ہوائی جہازوں تک کا مستاجری پر ملنا اب امر دشوار نہیں رہا۔ مین شاہراہوں پر رینٹ اے موٹر سائیکل ...رینٹ اے رکشا...رینٹ اے کار...کے سائن بورڈ کی تنصیبات نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔

مؤخر الذکر اشیاء! موجر مستاجر کو جب مستاجری پر دیتا ہے تو متعاقدین کے مابین مظنون حادثات سے ہونے والے نقصان کی تلافی اور دیگر روپزیر ہونے والے واقعات کے تحت جو شرائط طے کی جاتی ہیں اور اصول وضع کیے جاتے ہیں بیشتر ان میں سے نادرست اور قابلِ اصلاح ہیں۔ کرایہ پر دی جانے والی گاڑیوں کے مروجہ طریقہائے کار میں ضرورتوں کے لحاظ اور مستاجروں کی حاجات کے اعتبار سے بہت تنوع ہے۔ لہذا بالعموم وہ معروف ومعمول بہا وجوہ ذکر کی جاتی ہیں جن میں ,,فقہ اسلامی،، کی رو سے فساد اور سقم ہے۔

مختلف النوع گاڑیوں کے مالک بعض کمپنیوں، اسکولوں، الیکشن کے مواقع پر سیاستدانوں، نجی کاروباریوں اور ہر قسمی ضروریات کے موقع پر حاجت مند لوگوں کو مستاجری پر درج ذیل شرائط کے تحت گاڑیاں فراہم کرتے ہیں۔

۱۔ گاڑی لے جانے کے بعد تادم واپسی گاڑی کی ہر قسمی فنی خرابی یا قلیل المقدار گاڑی کا جو نقصان ہوگا، گاڑی کے چلنے سے جو پرزے گھِسنے سے تبدیل کرنے پڑیں گے وہ مستاجر کے ذمہ ہوں گے۔

۲۔ گاڑی کو ہر قسمی پیش آنے والے حادثات اور بھاری نقصانات کا تاوان مستاجر دیگا۔

(بعض اوقات کم مقدار کے نقصان اور گاڑی کا کام مستاجر کے ذمہ کرایہ کے ذیل میں لگایا جاتا ہے۔ زیادہ کام اور نقصان مالک کے سپرد کیا جاتا ہے۔)

۳۔ مستاجر نے گاڑی اگر کسی اہم پرزہ کے خراب اور شکستہ ہونے کے باعث متعدد ایام ورکشاپ پر ٹھیک کرنے کے لیے کھڑی کردی تو ان دنوں کے کرایہ کی منہائی بھی اُسی کے ذمہ ہوگی۔

نیز کبھی طویل المیعاد کرایہ پر دی جانے والی گاڑیوں کی واپسی کی مدت مجہول رکھی جاتی ہے۔ اور موجر، مستاجر کا باہم تعلق وواسطہ بہت زیادہ ہو تو پھر بعض اوقات ,,کرایہ،، کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا۔

حالانکہ مندرجہ بالا شرائط اور وجوہ کے ذیل میں کرایہ پر دی جانے والی گاڑیوں کا یوں معاملہ طے کرنا ,,اجارہ فاسدہ،، ہے۔ جسے ختم کرنا اجر و مستاجر پر لازم وضروری ہے۔

شرط اول: اس شرط کے تحت یہ طے کرنا کہ ,,بالعموم یا قلیل المقدار گاڑی کا جو نقصان ہوگا یا گاڑی کے زیادہ چلنے سے جو پرزے گھسنے سے چینج کرنے پڑیں گے وہ مستاجر کے ذمہ ہوں گے،، یہ شرط ,,عقد

☆جدد حیاتک، ونوع اسالیب معیشتک، وغیرمن الروتین الذی تعیشہ.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اجارہ،،کواس لیے فاسد کردیتی ہے کہ کرایہ دو چیزیں ٹھہرائی جارہی ہیں۔ ا۔نقدی ۔۲۔گاڑی میں پیدا ہونے والی فنی خرابی کودور کرانا۔

گویا کہ دوسری چیز بھی کرایہ ہے جوکہ نامعلوم ہے۔کیونکہ گاڑی کا کس قدر کام کرانا پڑیگا؟اور اِس کے کتنے پرزے گھس جائیں گے؟جوتبدیل کرنے پڑیں گے۔یہ سب چیزیں مجہول ہیں۔جب اجارہ مجہول ہوتو عقد اجارہ فاسد ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

تَفْسُدُ الْاِجَارَةُ بِالشُّرُوْطِ الْمُخَالِفَةِ لِمُقْتَضَى الْعَقْدِ فَكُلُّ مَاافْسَدَالْبَيْعَ مِمَّا مَرَّيُفْسِدُهَا... كَطَعَامِ عَبْدٍ وَعَلَفِ دَابَةٍ وَمَرَمَّةِ الدَّارِأَوْخَرَاجٍ أوْمُؤْنَةِ رَدِّ أشْبَاهٌ

مقتضائے عقد کے خلاف شرطوں سے عقدِ اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔لہذا جوشرطیں بیع کوفاسد کرتی ہیں وہ اجارہ کوبھی فاسد کردیں گی۔مثلاً غلام یا جانور کرایہ پرلیااور یہ شرط ہے کہ غلام کا کھانا اور جانور کوگھاس مستاجر دیگا۔یوں ہیں مکان کرایہ پردیااورساتھ یہ شرط لگائی کہ اس کی مرمت یامکان کاٹیکس وغیرہ مستاجر کے ذمہ ہے۔(تنویر الابصار، درمختار مع شامی:۳۲/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَلَواسْتَأجَرعَبْدًابِاَجْرٍمَعْلُوْمٍ وَبِطَعَامِهِ أوْاسْتَأجَرَدَابَّةً بِأَجْرٍمَعْلُوْمٍ وَبِعَلْفِهَالَمْ يَجُزْلِأَنَّ الطَّعَامَ أوِالْعَلَفَ يَصِيْرُأُجْرَةً وَهُوَمَجْهُوْلٌ فَكَانَتِ الْأُجْرَةُ مَجْهُوْلَةً......

اوراگر ایک آدمی نے غلام اجرت معلوم اور(اپنے پاس غلام مستاجری پر رکھنے کے دوران) کھانا بھی دینے پرلیایا جانور کرایہ معلوم اوراسے گھاس کھلانے پرلیاتو جائزنہیں ہوگا۔کیونکہ اس طرح طعام اور چارہ بھی اجرت ٹھہریں گےاور وہ مجہول ہےتو لہذا اجرت مجہول ٹھہری۔(بدائع الصنائع،۴۸/۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وَالْحِيْلَةُ أنْ يَزِيْدَفِيْ الْأُجْرَةِقَدْرَالْعَلَفِ ثُمَّ يُوَكِّلُهُ رَبُهَا بِصَرْفِهِ اِلَيْهَا

,,اس میں حیلہ یہ ہے کہ اجر گھاس (کے خرچ) کی مقدار اجرت زائد طے کرلے پھروہ مستاجر کواس جانور کے چارہ میں صرف کرنے کاوکیل بنالے،،۔(فتاویٰ شامی:۳۲/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مندرجہ بالا تصریحات کی رو سے گاڑی میں پیدا ہونے والے نقصان کی ذمہ داری کرایہ کی ذیل میں مستاجر پر بطور شرط عائد کرنا صحیح نہیں ہے۔بلکہ اس کے ذمہ فقط نقدی یا کوئی اور چیز جوکرایہ کی مد میں مقرر کی گئی لازم ہوگی۔خراب گاڑی ٹھیک کرانا مستاجر پرضروری نہیں۔البتہ اس میں یہ گنجائش ہے کہ گاڑی کے متوقع نقصان کوپیش نظر رکھتے ہوئے کرایہ زیادہ مقدار میں مقرر کیا جائے تاکہ گاڑی کا مالک ممکنہ حدتک

☆اهجر المنبهات والاكثارمنها كالشاهي والقهوة ،واحذرالتدخين والشيشةوغيرها.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خسارے سے محفوظ رہے۔

رہا یہ سوال کہ اگر دوران سفر گاڑی معمولی فنی خرابی کی بنا پر چلنے سے راستہ میں بند ہوجائے اور اصل مالک سیکڑوں کلومیٹر دور ہو یا پھر اس کی کثیر تعداد میں گاڑیاں اس طرح کرایہ پر ہوں تو اس کا ہر گاڑی کو خود جا کر کے ٹھیک کرانا باعث تکلیف وحرج ہو تو اب اس کے لیے ضرورت کی بنا پر یہ حیلہ ہے ,,مستاجر کو گاڑی ٹھیک کرانے کی ذمہ داری وکالتاً سونپ دے اور مناسب موقع پر اس کا بل اسے دیدے،، یا پھر ماورائے شرط کے مستاجر تبرع کی صورت میں گاڑی اپنی طرف سے ٹھیک کرالے۔البتہ تصرف بے جا کی صورت میں اگر گاڑی کا کوئی نقصان ہوجائے تو اسکی تفصیل آگے مذکور ہے۔

شرط دوم: یہ شرط بھی مفسد عقد اجارہ ہے۔کیونکہ ہر وہ شرط جس کا عقد مقتضی نہ ہو تو وہ شرط عقد اجارہ کو فاسد کردیتی ہے۔چونکہ کرایہ پر حاصل کرنے والے لوگوں کے ہاں گاڑیاں بطور امانت ہوتی ہیں اور امانت میں بلا تعدی ہونے والے نقصان کا ذمہ دار امانت دار نہیں ہوتا،البتہ تصرف بے جا کی صورت میں ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا۔اور حتی الامکان امانت کی حفاظت اور نگہداشت اس پر ضروری ہوگی۔

شرط سوم: کی رو سے ,,گاڑی جتنے روز خراب ہونے پر رُکی رہے گی ان دنوں کے کرایہ لاگو کرنے کی شرط عائد کرنا صحیح ہے نہ کرایہ وصول کرنا درست ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فِی الْبَزَّازِيَّةِ اِسْتَأجَرَ عَبْدًا لِلْخِدْمَةِ فَمَرِضَ العَبْدُاِنْ کَانَ یَعْمَلُ دُوْنَ الْعَمَلِ الْاَوَّلِ لَهُ خِیَارُالرَّدِّ فَاِنْ لَمْ یَرُدَّ وَتَمَّتْ الْمُدَّةُ عَلَیْهِ الْاَجْرُ وَاِنْ کَانَ لَایَقْدِرُعَلَی الْعَمَلِ أَصْلاً لَایَجِبُ الْأَ جْرُ

بزازیہ میں ہے۔ایک آدمی نے غلام کرایہ پر (کام کے لیے)لیا پھر وہ غلام بیمار ہوگیا اگر(مرض کی وجہ سے)پہلے کی طرح کام نہیں کرسکتا تو مستاجر کو غلام واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔اور اگر واپس نہ کیا اور مدت مکمل ہوگئی تو پھر اس پر اجرت لازم ہوگی۔ہاں اگر بالکل کام نہیں کرسکتا تو پھر اجرت لازم نہیں۔

(فتاوی شامی:۵/۵۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مدت اور اجارہ کا عدم الذکر۔

گاڑی کی واپسی کا وقت مقرر نہ کرنا بھی شرعی لحاظ سے نادرست ہے۔بلکہ یہ شرط بھی اس معاملہ کے لیے مفسد ہے۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

☆اعتن بنظافة ثوبک،وحسن رائحتک،وترتیب مظهرک،مع السواک والطیب.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَفِيْ إِجَارَةِ الدَّوَابِّ لَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ الْمُدَّةِ أَوْ الْمَكَانِ فَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ أَحَدَهُمَا فَسَدَتْ

چوپایوں کے کرایہ میں مدت یا مکان کا بیان کرنا ضروری ہے ورنہ اجارہ فاسد ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۴/۴۴۰: بیروت لبنان)

اجر اور مستاجر کا تعلقات کی بنا پر کرایہ متعین نہ کرنا عقد اجارہ کے فساد کا موجب ہے۔ چونکہ جہالت سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ جو چیز اجرت پر دی جائے وہ مجہول ہو۔

۲۔ منفعت کی مقدار مجہول ہو۔

یعنی مدت بیان نہیں کی مثلاً گاڑی کتنے دنوں کے لیے کرایہ پر دی۔ یا اجرت مجہول ہو یعنی یہ بیان نہیں کیا ,کرایہ کیا ہوگا،، یا کام مجہول ہو یعنی یہ تصریح نہیں کی کہ کیا کام لیا جائیگا مثلاً گاڑی کرایہ پر لی اور یہ نہیں بتایا کہ بار برداری کے لیے ہے یا سواری کے لیے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُوْنَ الْأُجْرَةُ وَالْمَنْفَعَةُ مَعْلُوْمَتَيْنِ لِأَنَّ جَهَالَتَهُمَا تُفْضِيْ إِلَى الْمُنَازَعَةِ

اور (صحت) اجارہ کے لیے اجرت اور منفعت کا معلوم ہونا شرط ہے، کیونکہ ان دونوں کی جہالت باعث فساد ہے۔ (بحر الرائق: ۷/۵۰۷: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

,,وَلَا تَصِحُّ حَتَّى تَكُوْنَ الْمَنَافِعُ مَعْلُوْمَةً وَالأُجْرَةُ مَعْلُوْمَةً لِمَا رَوَيْنَا وَلِأَنَّ الْجَهَالَةَ فِي الْمَعْقُوْدِ عَلَيْهِ وَبَدَلِهِ تُفْضِيْ إِلَى الْمُنَازَعَةِ كَجَهَالَةِ الثَّمَنِ وَالْمُثَمَّنِ فِي الْبَيْعِ،،

,,اجارہ صحیح نہیں ہوتا حتیٰ کہ منافع معلوم ہوں اور اجرت معلوم ہو۔ اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے روایت کی۔ نیز اس لئے کہ معقود علیہ (منفعت) اور اس کے بدل میں لاعلمی سے (فریقین کے درمیان) نزاع پیدا ہوگا۔ جیسا کہ بیع میں مبیع اور ثمن کا مجہول ہونا،،۔ (ہدایہ: ۳/۲۹۶: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

گاڑی کا کرایہ بجائے نقدی کے اگر منفعت بالمنفعت ہو؟۔

اجارہ کے سلسلہ میں جس چیز کا وقوع کثرت سے ہے وہ یہ ہے کہ ,گاڑی کا کرایہ نقدی یا ادھار کی صورت میں اجر کو دیا جاتا ہے البتہ کبھی موجر اور مستاجر ایک دوسرے کی سہولت مدنظر رکھتے ہوئے بجائے نقدی کے کرایہ کا معاملہ یوں طے کرتے ہیں کہ ,,موجر مستاجر کو کہتا ہے کہ آج تم ہماری گاڑی لے جاؤ اور فلاں تاریخ کو اپنی گاڑی مجھے دے دینا۔ جتنے وقت کے لیے تم ہماری گاڑی استعمال کروگے اتنا وقت ہم بھی تمہاری گاڑی سے کام لیں گے،، اگر وقت مقرر پر مستاجر اپنی گاڑی کرایہ کی مد میں موجر کو نہ دے

☆لا تقرا بعض الكتب التي تربي التشاؤم والاحباط واليأس والقنوط.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو پھر اجر تقاضہ بھی کرتا ہے کہ جب ہم نے اسی معاہدہ پر اپنی گاڑی دی تھی تو اس نے کیوں نہیں دی۔

حالانکہ نقدی اور ادھار کی صورت میں اگر کرایہ کے پیسے مقرر نہ کیے ہوں بلکہ کرایہ ,,منفعت بالمنفعت،، ٹھہرایا جائے تو پھر اس میں یہ شرط ہے کہ منفعت ہم جنس کی نہ ہو (یعنی جس قسم کی گاڑی دی گئی اسی نوعیت کی گاڑی سے نفع اٹھانا) اجارہ طے نہ کیا جائے بلکہ مستاجرہ گاڑی کی جنس کے علاوہ گاڑی چلانے کا اجارہ طے کیا جائے۔ چونکہ اس صورت میں ,,رباء النسیہ،، بن جائیگا جو کہ حرام ہے۔ لہذا کار کے عوض کار، جیپ کے عوض جیپ، بس کے بدلے بس، ٹریکٹر کے بدلے ٹریکٹر مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ایک دوسرے کے نفع کے بدلے نفع اٹھانے کے لیے دینا درست نہیں ہے۔ البتہ جنس بدل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یعنی کار دی اور جیپ لی، ٹریکٹر دیا اور وین لی علی ہذا القیاس جس قسم کی گاڑی دی بطور کرایہ اسی قسم کی گاڑی سے نفع اٹھانا طے نہیں پایا بلکہ اور قسم کی گاڑی چلانا طے ہوا تو عدم جواز نہیں ہوگا۔ البتہ ماڈل بدلنے کی صورت میں جنس مختلف نہیں ہوگی۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اِجَارَۃُ الْمَنْفَعَۃِ بِالْمَنْفَعَۃِ تَجُوْزُ اِذَا اخْتَلَفَا جِنْسًا کَاسْتِئْجَارِ سُکْنٰی دَارٍ بِزِرَاعَۃِ اَرْضٍ وَاِذَا اتَّحَدَا لَا تَجُوْزُ کَاِجَارَۃِ السُّکْنٰی بِالسُّکْنٰی وَاللُّبْسِ بِاللُّبْسِ وَالرُّکُوْبِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ لِمَا تَقَرَّرَ اَنَّ الْجِنْسَ بِانْفِرَادِہٖ یُحَرِّمُ النِّسَاءَ فَیَجِبُ اَجْرُ الْمِثْلِ بِاسْتِیْفَاءِ النَّفْعِ کَمَا مَرَّ لِفَسَادِ الْعَقْدِ..........

کرایہ بجائے عین کے منفعت بالمنفعت ٹھہرانا اس شرط کے تحت جائز ہے۔ جب دونوں منافع کی جنس مختلف ہو۔ مثلاً مکان میں رہائش کا کرایہ زمین کی کاشت مقرر کیا۔ اور جب دونوں کی جنس متحد ہو تو پھر جائز نہیں اس کی مثال مکان میں رہنے کا کرایہ (مستاجر اپنے مکان) میں (موجر) کی سکونت ٹھہرائی اور لباس پہننے کا اجارہ لباس پہننا متعین کیا اور (سواری پر سوار ہونے کا کرایہ مستاجر نے موجر کے لیے) اپنی سواری پر سوار ہونے کو طے کیا اور اس کی مثل بھی جائز نہیں۔ یعنی بالعموم کسی بھی چیز کی منفعت پر اسکی جنس کی منفعت اجارہ ٹھہرانا جائز نہیں۔

کیونکہ اگر جنس ایک ہو تو پھر ادھار حرام ہے۔ لہذا اگر کسی آدمی نے ایک چیز کے منافع حاصل کر لیے تو بجائے اسی جنس کے منافع سے موجر کو نفع اندوز ہونے کے اس پر اجارہ مثلی واجب ہوگا فساد عقد کی وجہ سے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ (درمختار مع شامی، ۵/۴۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمُعَاوَضَۃُ الْبَقَرِ بِالْبَقَرِ فِی الْاَکْدَاسِ لَا تَجُوْزُ لِاتِّحَادِ الْجِنْسِ وَالْبَقَرِ بِالْحَمِیْرِ یَجُوْز

☆تذکر ان ربک واسع المغفرۃ، یقبل التوبۃ ویعفو عن عبادہ، ویبدل السیئات حسنات.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ

کٹی ہوئی کھیتی کو جمع کرنے اور ڈھیر لگانے کے لئے بیل کے عوض بیل (لینا، دینا) جنس کے متحد ہونے کی وجہ سے جائز نہیں البتہ بیل کے بدلے گدھا جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۴۳/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِنْ اسْتَاجَرَهَا لِيَزْرَعَهَا بِزِرَاعَةِ اَرْضٍ اُخْرٰی فَلَاخَيْرَ فِيْهِ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ هُوَجَائِزٌ وَعَلٰى هٰذَا اِجَارَةُ السُّكْنٰى بِالسُّكْنٰى وَاللُّبْسِ بِاللُّبْسِ وَالرُّكُوْبِ بِالرُّكُوْبِ لَهُ اَنَّ الْمَنَافِعَ بِمَنْزِلَةِ الْاَعْيَانِ حَتّٰى جَازَتْ الْاِجَارَةُ بِاُجْرَةِ دَيْنٍ وَلَايَصِيْرُ دَيْنًا بِدَيْنٍ وَلَنَااَنَّ الْجِنْسَ بِاِنْفِرَادِهٖ يُحَرِّمُ النَّسَاءَ عِنْدَنَافَصَارَ كَبَيْعِ الْقُوْهِيِّ بِالْقُوْهِيِّ نَسِيْئَةً وَاِلٰى هٰذَااَشَارَمُحَمَّدٌوَلِاَنَّ الْاِجَارَةَ جُوِّزَتْ بِخِلَافِ الْقِيَاسِ لِلْحَاجَةِ وَلَاحَاجَةَ عِنْدَاتِّحَادِالْجِنْسِ بِخِلَافِ مَااِذَااخْتَلَفَ جِنْسُ الْمَنْفَعَةِ

اگر مستاجر نے زمین کرایہ پر لی تاکہ اس میں بوائی دوسری زمین کی بوائی کے عوض کرے تو اس میں خیر نہیں ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جائز ہے اور اسی اختلاف پر رہائش کا اجارہ، رہائش، پہننے کا اجارہ، پہننا اور سواری کا اجارہ، سواری کے عوض۔ (احناف کے نزدیک جائز نہیں اور شوافع کے ہاں جواز ہے۔)

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ اجارہ اجرت دین پر جائز ہے اور دین کا عوض دین سے نہیں ہوتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تنہا جنس ادھار کو حرام کردیتی ہے۔ پس یہ قوہستانی کپڑے کو قوہستانی کپڑے کے عوض ادھار فروخت کرنے کی طرح ہوگیا، امام محمد نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس لیے کہ اجارہ کو خلاف قیاس صرف ضرورت کی وجہ سے جائز رکھا گیا ہے اور اتحاد جنس کے وقت کوئی ضرورت نہیں ہے بخلاف اس کے جب جنس منفعت مختلف ہو۔ (ہدایہ: ۳۰۹/۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

البتہ تبرع کی صورت میں ایک جنس کی اشیاء کا ایک دوسرے سے لین دین جائز ہے۔

جس کام کے لئے گاڑی کرایہ پر منگوائی اگر اس کا تعطل ہو جائے۔

کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ جس مقصد کے تحت گاڑی مستاجری پر لی جاتی ہے وہ غرض فوت ہو جاتی ہے۔ مثلاً ,,بارات،، لے جانے کے لیے گاڑی کرایہ پر منگوائی تھی اور ہنوز بارات روانہ بھی نہیں ہوئی کہ دولھا یا دلھن فوت ہوگئی۔ الیکشن کے مواقع پر کثیر تعداد میں گاڑیاں بک کروائیں اور ادھر پارٹی کا سرپرست مرنے سے الیکشن ملتوی ہوگیا۔ ایسے ہی مریض کو ہسپتال لے جانے کے لیے گاڑی

☆اشکر ربک علی نعمة الدین والعقل والعافیة والستر والسمع والبصر والرزق والذریة وغیرها.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منگوائی اور مریض وفات پا گیا۔طویل المیعاد پر اسکول یا کسی اور ادارے نے گاڑیاں کرایہ پر حاصل کر رکھی تھیں اچانک ادارہ بند ہوگیا۔غرضیکہ زندگی کے روزمرہ معمولات میں ایسا ہونا کوئی بعید نہیں تو اب!ان حالات کے پیش نظر موجر کا مستاجر کو گاڑی اپنے پاس رکھنے پر مجبور کرنا ضرر ہے اور اسی کے تحت اسے اجرت دینے پر مجبور کرنا ظلم اور سنگدلی ہے۔جب کہ ایسے مواقع پر فسخ اجارہ کا جواز ہے۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَتُفْسَخُ الْإِجَارَۃُ بِالْاَعْذَارِ عِنْدَنَاوَقَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَاتُفْسَخُ اِلَّابِالْعَیْبِ لِاَنَّ الْمَنَافِعَ عِنْدَہُ بِمَنْزِلَۃِ الْاَعْیَانِ حَتّٰی یَجُوْزَالْعَقْدُ عَلَیْھَافَاَشْبَہَ الْبَیْعَ وَلَنَااَنَّ الْمَنَافِعَ غَیْرُمَقْبُوْضَۃٍ وَھِیَ الْمَعْقُوْدُ عَلَیْھَافَصَارَالْعُذْرُفِی الْاِجَارَۃِ کَالْعَیْبِ قَبْلَ الْقَبْضِ فِی الْبَیْعِ فَتَنْفَسِخُ بِہٖ اِذِالْمَعْنٰی یَجْمَعُھُمَاوَھُوَعَجْزُالْعَاقِدِ عَنِ الْمُضِیِّ فِی مُوجِبِہٖ اِلَّابِتَحَمُّلِ ضَرَرٍزَائِدٍلَمْ یَسْتَحِقَّ بِہٖ وَھٰذَاھُوَمَعْنَی الْعُذْرِعِنْدَنَا

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک عذروں (مجبوریوں) کی بناپر اجارہ فسخ کیا جائے گا۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,,اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔بجز اس کے کہ عیب پیدا ہو جائے۔اوران کی دلیل یہ ہے کہ ,,منافع بمنزلہ اعیان کے ہیں یہاں تک کہ ان پر عقد جائز ہے۔تو منافع بیع کے مشابہ ہو گئے،،اور ائمہ احناف کی دلیل یہ ہے۔,,منافع غیر مقبوض ہیں اور معقود علیہ بھی وہی ہیں تو اجارہ میں عذر ہو گیا جیسا کہ بیع میں قبضہ سے قبل عیب پیدا ہو جائے تو بوجہ عذر اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ سبب دونوں کو جامع ہے اور وہ سبب یہ ہے کہ ,,عاقد کا موجب عقد میں عمل سے گذرنا ہے مگر ضرر زائد اور مزید نقصان اٹھانے کی صورت میں جس کا استحقاق اس سے نہیں ہوا۔اور ہمارے ائمہ احناف کے نزدیک عذر کا معنیٰ یہی ہے۔

(ہدایہ۳/۳۱۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ برہان الدین اس کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَھُوَکَمَنْ ...اِسْتَاجَرَدَابَّۃً لِیُسَافِرَ عَلَیْھَا ثُمَّ بَدَالَہٗ مِنَ السَّفَرِفَھُوَعُذْرٌلِاَنَّہٗ لَوْمَضٰی عَلٰی مُوْجِبِ الْعَقْدِ یَلْزَمُہٗ ضَرَرٌزَائِدٌلِاَنَّہٗ رُبَّمَایَذْھَبُ لِلْحَجِّ فَذَھَبَ وَقْتُہٗ اَوْلِطَلَبِ غَرِیْمِہٖ فَحَضَرَاَوْلِلتِّجَارَۃِفَافْتَقَرَوَاِنْ بَدَالِلْمُکَارِیْ فَلَیْسَ ذٰلِکَ بِعُذْرٍ.........

کسی آدمی نے سفر کرنے کے لیے جانور کرایہ پر لیا پھر (معقول عذر کی بناپر) اس کی رائے بدل گئی تو یہ عذر ہے کیونکہ اگر وہ موجب عقد پر گذرتا ہے تو اسے ضرر زائد اور اضافی نقصان لازم ہوگا۔کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے (ادائیگی) کے لیے سواری منگوائی ہو اور حج کا وقت چلا گیا ہو یا قرض دار کی طلب کے لیے سواری منگوائی تھی اور وہ (اس کے پاس) موجود ہو گیا،یا تجارت کی غرض کے لیے سواری منگوائی اور خود

☆لاتعلم ان فی الناس من فقد عقلہ ،او صحتہ،اوھو محبوس او مشلول اومبتلی . ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نادر ہوگیا۔یہ سب ایسے عذر ہیں جنکی بناپراجارہ فسخ کیا جائیگا۔البتہ موجر کی رائے بدلنا فسخ اجارہ کے لیے عذر نہیں۔(ایضاً)

علی ہذاالقیاس :گاڑی بارات کے ساتھ لے جانے کے لیے کرایہ پرمنگوائی تھی کہ دولھایادلھن کی وفات ہوگئی یااچانک انتظامیہ نے انہیں کسی جرم کی پاداش میں گرفتار کرلیا،یاپارٹی کے صدر کے مرنے سے الیکشن ملتوی ہوگیا،خسارہ کی بناپرادارہ چلاناممکن نہیں رہا۔توان سب صورتوں میں فسخ اجارہ جائز ہے۔

مستاجرمستاجرہ گاڑی پرکتناوزن اورسواریاں سوارکرسکتا ہے؟۔

کرایہ پرلی جانے والی گاڑی کی دوسری صورت یہ ہے ,,گاڑی کا مالک ڈرائیونگ خودکررہاہے۔یامالک کی طرف سے ڈرائیورمختص ہے،،اس طرح کرایہ پرلی جانے والی گاڑی اورمقدم الذکرصورتوں کے احکام ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہیں اس لیے ان کوایک دوسرے پرقیاس نہیں کرنا چاہیے۔چونکہ مالک یااس کی طرف سے متعین کوئی آدمی گاڑی چلانے والا ہوتو پھرمستاجر گاڑی کے ہرقسمی نقصان سے بری الذمہ ہوتاہے،نہ اجرنقصان کے تاوان کا مستاجر سے مطالبہ کرسکتا ہے۔بلکہ مستاجر بجزکرایہ کے گاڑی کے ہرقسمی نقصان سے بری ہوتاہے۔بشرطیکہ وزن کی مقدار میں ایسی تعدی نہ کی ہوجس سے گاڑی مالک یاڈرائیور بے خبر ہو۔کرایہ کی گاڑی پرسواریوں کی تعداداوروزن لادنے کی تحدید کی بابت اصح یہ ہے کہ ,,عقداجارہ،،کے وقت موجراورمستاجرسواریوں کی تعداداوروزن کی مقدارمتعین کرلیں تاکہ بعدمیں نزاع نہ ہواورگاڑی میں ہونے والےنقصان کا تاوان بھی مستاجر پرعائدنہ کیاجائے۔

جب متعاقدین سفرکرنے والےلوگوں اوروزن کی مقدارمتعین کرلیں گے بعدازاں مستاجر کومزیدسواریوں کے سوارکرنے یاوزن لادنے کا جواز ہوگانہ اجرکومتعین سواریوں کی تعداداوروزن کی بیان کردہ مقدارلادنے کے منع کرنے کاحق ہوگا۔اگرمتعاقدین نے بوقت عقداجارہ یہ چیزیں بیان نہ کیں توپھرمستاجرکومعتادسواریوں اورمروجہ وزن سے زائدلادنے کاجوازنہیں ہوگابلکہ وزن لادنے اورسواریوں کے سوارہونے کے وقت متعاقدین کے مابین اگراختلاف ہوجائے توپھرایساعقداجارہ فسخ کیاجائیگا۔غیرمعتادسواریوں اوروزن لادنے کے باعث اگرگاڑی کانقصان ہوجائے توپھرمستاجرپر ضمان وتاوان ہوگا۔البتہ مروجہ معیار پوراوروزن سے تجاوزنہ کیااورگاڑی میں خرابی پیداہوگئی توپھرمستاجر پرچٹی نہیں ہوگی۔

جب گاڑی کے مالک اورڈرائیورسے مخصوص شہر،مسافت کی مقداراورمخصوص نوعیت کے راستہ پرسفرکرنابیان ہوجائے گاتواس کے بعدمستاجرراستہ تبدیل کرواسکتاہے نہ کسی اورشہرمیں اسی

☆عش مع القرآن،حفظا وتلاوة وسماعاوتدبرا،فانه من اعظم العلاج لطرد الحزن والهم ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عقداجارہ کے ذیل میں گاڑی لے جانے کا مجاز ہے۔اگرمزید سفر کریگایاکسی اور شہر میں جانے کا ارادہ کریگاتو پھراس سفر کے لیے ,,جدید عقد اجارہ،، کریگا۔اگرنئے سرے سے معاملہ طے کئے بغیر گاڑی کہیں لے جائیگاتو پھر ,,اجرت مثلی دے گا،،گاڑی کا مالک یاڈرائیور طے شدہ سفر کے بعد مزید آگے نہ لے جانے کا اختیار رکھتے ہیں ۔اورمستاجراسی گاڑی پرزبردستی مزید سفر کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھے گااوراگرگاڑی مالک یوں کہے ,,جہاں تک پہنچانے کا آپ نے کہاتھاوہاں تک میں نے آپ کوپہنچادیاہے لہذاکرایہ دواد ھرمستاجر کہتاہے بھائی مزید آگے جاناپڑ گیاہے۔لہذاگاڑی نہ روکیں ورنہ آپ کوکرایہ نہیں ملے گاتوایسا کرنا عہد شکنی،حق تلفی اور ظلم وستم اور حرام ہے۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِسْتَاجَرَاِبِلاًاَوْ حِمَارًا لِیَحْمِلَ عَلَیْهَاالْحِنْطَةَ وَلَمْ یُبَیِّنْ مِقْدَارَالْحِنْطَةِ وَلَااَشَارَاِلَیْهَالَایَجُوْزُعِنْدَالْبَعْضِ وَعِنْدَالْبَعْضِ یَجُوْزُوَیَنْصَرِفُ اِلٰی الْمُعْتَادِوَهٰذَااَظْهَرُوَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی کَذَافِیْ جَوَاهِرِالْاَخْلَاطِیِّ

ایک آدمی نے اونٹ یاگدھااس لیے کرایہ پرلیاتاکہ اس پرگندم لادے۔لیکن گندم کی مقدار بیان کی نہ اس کی طرف اشارہ کیا۔بعض کے نزدیک ایساعقداجارہ جائزنہیں۔اوربعض علماکرام کے نزدیک جائزہے گندم کی مقدارمعروف مروج لادے گا۔اوریہ قول ثانی زیادہ ظاہرہے اوراسی پرفتویٰ ہے۔(فتاویٰ ہندیہ:۴/۴۴۰،بیروت لبنان)

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِنِ اسْتَاجَرَ حِمَارًااِلٰی بَغْدَادَوَلَمْ یُسَمِّ حَمْلَهٗ فَحَمَّلَهُ الْمُعْتَادَ فَهَلَکَ الْحِمَارُ لَمْ یَضْمَنْ

اگرایک آدمی نے گدھابغدادتک سفر کرنے کے لیے کرایہ پرلیااوراس پرجوبوجھ لادناہے اس کی مقداراور نوعیت بیان نہیں کی اوررائج وزن لاداپھرگدھاہلاک ہوگیاتوضمان نہیں ہے۔(تنویرالابصارمع شامی، ۵/۴۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ قول کے تحت لکھتے ہیں۔

خَرَجَ غَیْرُالْمُعْتَادِفَیَضْمَنُ اِنْ هَلَکَ کَمَافِی الْاَتْقَانِی

(جب گدھابار برادری کے لیے اجارہ پرلیااورحمل کی مقدار مجہول رکھی توغیر معتادوزن خارج ہوگا) اور اس پرمروجہ اورمعروف وزن سے زائدلاد ااوروہ ہلاک ہوگیاپھرتاوان ہوگا۔(فتاویٰ شامی:۵/۴۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆توکل علی اللہ وفوض الامرالیہ وارض بحکمہ والجاالیہ واعتمد علیہ،فھوحسبک وکافیک۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستاجرہ گاڑیوں میں ہونیوالے نقصان کا تاوان۔

کرایہ پردی جانے والی گاڑی کی ڈرائیونگ اگر مستاجر کے ذمہ ہو اور اشتراط الضمان علی المستاجر کی شرط بھی لگائی جائے تو یہ شرط باطل ہے اور ایسا اجارہ فاسد ہے۔ متعاقدین باوجود اس کے اگر عقد اجارہ ختم نہ کریں اور مستاجر سے گاڑی کا نقصان ہو جائے تو کیا اجر اس سے تاوان وضمان لے گا؟

ایسی گاڑی میں ہونے والے نقصان وحادثہ کی وجوہ مختلف النوع ہوتی ہیں۔ ہر ایک وجہ اور اسکا جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ مستاجر نے جب گاڑی لی تو ڈرائیونگ کی ذمہ داری مطلق نہ رکھی گئی بلکہ اجر نے مستاجر کو کہا گاڑی تم نے خود چلانی ہے یا فلاں آدمی چلائے گا۔

۲۔ راستہ بھی مختص کیا گیا فلاں روڈ پر گاڑی چلانا اور اس کے علاوہ کسی راستہ پر نہیں چلانا۔

۳۔ شہر بھی مقرر کیا گیا کہ فلاں شہر کے علاوہ گاڑی اور کسی شہر میں نہ لے جانا۔

۴۔ سواریوں کی تعداد اور وزن کی مقدار بیان کرتے ہوئے اجارہ طے پایا۔

۵۔ ماہ، تاریخ اور یوم کا ذکر بھی کیا گیا کہ اتنے دنوں اور فلاں ماہ تک گاڑی اجارہ پر ہے اس کے بعد نہیں۔

اگر مستاجر نے مذکورہ تمام تر وجوہ کو بخوبی نبھایا، کسی بھی قسم کی تعدی نہ کی اور باوجود اس کے رینٹ کی گاڑی میں فنی خرابی پیدا ہوگئی، حادثہ سے تباہ ہوگئی یا ڈاکو اور چور لے گئے جبکہ مستاجر نے ہمہ قسمی حفاظت اور دفاع بھی کیا تو مستاجر پر کسی قسم کی چٹی اور تاوان نہیں ہوگا۔ کیونکہ رینٹ کی گاڑی مستاجر کے ہاں بطور امانت ہوتی ہے، امین اگر امانت کی نگہداشت اور حفاظت میں کوتاہی نہ کرے اور تصرف بے جا کے ارتکاب سے بھی باز رہے تو اس پر ضمان نہیں۔

کیونکہ اشیاء مستاجرہ مسئلہ ضمان اور عدم ضمان میں مستعار اشیاء کے حکم میں ہیں۔ جب عاریتی اشیاء میں تصرف بے جا کی صورت کے علاوہ میں مستعیر پر ضمان نہیں تو مستاجرہ اشیاء کے نقصان کا بھی تاوان نہیں ہوگا۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اُوْدِعَ وَدِيْعَةً فَلَاضَمَانَ عَلَيْه

جس شخص کے ہاں امانت رکھی گئی اس پر ضمان نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۲۴۰۱، دار المعرفۃ بیروت لبنان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

☆اعف عمن ظلمک ٭وصل من قطعک ٭واعط من حرمک ٭واحلم علی من اساء الیک ٭تجد... ن. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِشْتِرَاطُ الضَّمَانِ عَلٰی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ بِہٖ یُفْتٰی وَفِی الْعِمَادِیَّۃِ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ اَلشَّرْطُ وَغَیْرُ الشَّرْطِ سَوَاءٌ لِاَنَّ اِشْتِرَاطَ الضَّمَانِ عَلٰی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ وَبِہٖ نَاْخُذُ وَفِی جَامِعِ الْفَتَاوٰی وَلَا تُضْمَنُ الْعَارِیَّۃُ وَاِنْ اُلْتُزِمَ الضَّمَانُ عِنْدَ الْھَلَاکِ...وَلَوْعَیَّنَ طَرِیْقًا فَسَلَکَ طَرِیْقًا آخَرَ اِنْ کَانَا سَوَاءً لَایَضْمَنُ

امانت دار پر ضمان کی شرط لگانا باطل ہے اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ امین پر شرط اور عدم شرط کی قید یکساں ہے۔ کیونکہ امین پر ضمان کی شرط باطل ہے اور ہم اسی پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اور جامع الفتاویٰ میں ہے عاریتی اشیاء کا تاوان نہیں دیا جاتا۔ اگرچہ اس کی ہلاکت کے وقت ضمان کا التزام کیا گیا ہو۔ اگر معیر اور مستعیر نے راستہ کی تعیین کر لی پھر مستعیر ایسے راستے پر سواری کو لے گیا جو اس راستہ کی طرح تھا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ (تنقیح الحامدیہ: ۸۶/۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نیز موصوف سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ:

اِسْتَعَارَ مِنْ آخَرَ دَابَّۃً لِیَرْکَبَھَا اِلٰی مَکَانٍ مَعْلُوْمٍ فَرَکِبَھَا وَقَبْلَ وُصُوْلِہٖ اِلٰی الْمَکَانِ صَادَفَہٗ مُتَغَلِّبٌ وَاَخَذَھَا مِنْہُ بِالْقَھْرِ وَالْغَلَبَۃِ وَلَمْ یُمْکِنْ مَنْعُہٗ بِوَجْہٍ وَخَافَ مِنْ ضَرَرِہٖ فَھَلْ لَاضَمَانَ عَلٰی الْمُسْتَعِیْرِ؟،، (الجوب) نَعَمْ؛ لِاَنَّ الْعَارِیَّۃَ اَمَانَۃٌ کَمَا تَقَدَّمَ وَالْمُسْتَعِیْرُ اَمِیْنٌ وَالْاَمِیْنُ اِنَّمَا یَضْمَنُ بِتَرْکِ الْحِفْظِ اِذَا تَرَکَ بِغَیْرِ عُذْرٍ کَمَا فِی الْعِمَادِیَّۃِ

ایک آدمی نے مکان/مقام معلوم تک سفر کرنے کے لیے کسی سے جانور عاریۃً لیا اور اس مکان/مقام تک پہنچنے سے قبل اس کی ایک ایسے آدمی سے ملاقات ہوئی جس نے اس سے قہر وغلبہ سے چوپایہ چھین لیا اور وہ کسی بھی وجہ سے رکاوٹ پر قادر نہیں۔ بلکہ راہزن سے مزید نقصان کا اندیشہ ہے کیا ایسی صورت میں مستعیر پر ضمان نہیں؟۔

جواب دیتے ہیں! ہاں ضمان نہیں ہے۔ کیونکہ عاریت امانت ہے اور مستعیر امین ہے۔ امین پر تاوان اس وقت ہوتا ہے جب وہ حفاظت نہ کرے اور ترک حفاظت بھی بغیر عذر کے ہو۔ (ایضاً)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَیَجُوْزُ اِسْتِئْجَارُ الدَّوَابِّ لِلرُّکُوْبِ وَالْحَمْلِ لِاَنَّہٗ مَنْفَعَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌ مَعْھُوْدَۃٌ فَاِنْ اَطْلَقَ الرُّکُوْبَ جَازَ لَہٗ اَنْ یُرْکِبَ مَنْ شَاءَ عَمَلًا بِالْاِطْلَاقِ وَلٰکِنْ اِذَا رَکِبَ بِنَفْسِہٖ اَوْ اَرْکَبَ وَاحِدًا لَیْسَ لَہٗ اَنْ یُرْکِبَ غَیْرَہٗ لِاَنَّہٗ تَعَیَّنَ مُرَادًا مِنَ الْاَصْلِ وَالنَّاسُ یَتَفَاوَتُوْنَ فِی الرُّکُوْبِ فَصَارَ کَاَنَّہٗ نَصَّ عَلٰی رُکُوْبِہٖ ... وَاِنْ قَالَ عَلٰی اَنْ یَرْکَبَھَا فُلَانٌ ... فَاَرْکَبَھَا غَیْرَہٗ ...فَعَطِبَ کَانَ ضَامِنًا لِاَنَّ النَّاسَ یَتَفَاوَتُوْنَ فِی الرُّکُوْبِ ...وَکَذٰلِکَ کُلُّ

☆کرر "لاحول ولاقوۃ الاباللہ، فانھا تشرح البال، وتصلح الحال، ویحمل بھا الاثقال، وترضی ذا الجلال. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَایَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمُسْتَعْمِلِ لِمَا ذَکَرْنَا .... الخ

چوپایوں کو سوار ہونے کے لیے اوران پر بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز ہے۔کیونکہ یہ منفعت معلومہ معہودہ ہے۔اور اگر اجر نے سوار ہونے کو مطلق رکھا، متعین نہ کیا، تو مستاجر کے لیے اطلاق پر عمل کرتے ہوئے جائز ہے جسے چاہے سوار کرے۔لیکن ایک بار جب وہ خود سوار ہو گیا یا کسی دوسرے کو سوار کیا تو اب کسی اور کے سوار کرنے کا اختیار نہیں رکھے گا۔کیونکہ اس نے اصل مراد کو متعین کر دیا۔اور لوگ سواری کرنے میں برابر نہیں ہوتے تو گویا کہ اس نے اس (خاص آدمی) کے سوار ہونے پر تصریح کردی۔ہاں اگر یہ کہا کہ اس شرط پر "فلاں سوار ہوگا" پھر اس نے اس کے علاوہ کو سوار کیا اور وہ چوپایہ ہلاک ہو گیا تو اس پر چٹی ہوگی۔کیونکہ لوگ سواری کرنے میں متفاوت ہوتے ہیں تو تعیین صحیح ہوئی۔علی ہذا القیاس جو بھی چیز استعمال کنندہ کے استعمال سے مختلف ہوتی ہے (متعین آدمی اور تعیین کے بعد اگر کوئی اور استعمال کریگا اور مستاجرہ چیز ضائع ہو جائے یا اسے نقصان پہنچے تو مستاجر تاوان دیگا) (ہدایہ: ۳/۳۰۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

البتہ اگر مستاجر نے مذکورہ بالا وجوہ (یعنی مستاجر نے جب گاڑی لی تو ڈرائیونگ کی ذمہ داری مطلق نہ رکھی گئی بلکہ اجر نے مستاجر کو کہا گاڑی تم نے خود چلانی ہے یا فلاں آدمی چلائے گا۔راستہ بھی مختص کیا گیا کہ فلاں روڈ پر گاڑی چلانا اور کسی راستہ پر نہیں۔شہر بھی مقرر کیا گیا کہ فلاں شہر کے علاوہ گاڑی اور کسی شہر میں نہ لے جانا۔سواریوں کی تعداد اور وزن کی مقدار بھی بیان کرتے ہوئے اجارہ طے پایا۔ماہ تاریخ اور یوم کا ذکر بھی کیا گیا کہ اتنے دنوں اور فلاں ماہ تک گاڑی اجارہ پر ہے اس کے بعد نہیں) کے مطابق گاڑی استعمال نہ کی اور ہر قسمی تعدی کی تو پھر اس پر گاڑی میں ہونے والے نقصان بلکہ حادثہ کی صورت میں تباہ ہونے والی گاڑی کا تاوان ہوگا۔جب ڈرائیونگ کے لیے خود مستاجر اجر کی رائے سے مختص کیا گیا یا کوئی اور ماہر آدمی مقرر کیا گیا تو پھر کسی اور آدمی نے گاڑی اگر چلائی اور اس کے چلانے سے نقصان واقع ہو گیا تو مستاجر پر چٹی ہوگی۔

کیونکہ گاڑیاں چلانے کے سلسلہ میں تمام لوگوں کی مہارت یکساں نہیں ہوتی۔بلکہ بہت فرق ہوتا ہے۔ایک ڈرائیور تیز رفتار گاڑی کو قابو رکھنے کا، گاڑی میں فنی خرابی بروقت جاننے کا اور ررات کورش کی صورت میں گاڑی چلانے کا خاصہ تجربہ کار ہوتا ہے۔اور دوسرے کو اس سے نسبت تباین ہوتی ہے مثلاً ریڈایٹر کے کام چھوڑنے پر گاڑی لگاتار چلانے سے انجن فیل کر بیٹھتا ہے یا پھر ٹائر پھٹنے پر گاڑی نہ روکنے سے رموں کو ناقص کر دیتا ہے ایسے گاڑی بہت تیز دوڑانے سے قابو نہ رکھنے سے درخت یا دیوار سے ٹکرا دیتا ہے۔غرضیکہ ہر آدمی کی ڈرائیونگ میں فرق نیم روز کی طرح جب واضح ہے تو غیر مختص

☆اکثر من الاستغفار، فمعه الرزق والفرج، والذریة، والعلم النافع، والتیسیر، وحط الخطایا. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈرائیور سے گاڑی میں ہونے والے نقصان کی مستاجر پر چٹی ہوگی۔ ایسے ہی اگر کسی دوسرے روڈ پر گاڑی لے گیا اور گاڑی میں نقصان ہوگیا تو مستاجر پر تاوان ہوگا۔ کیونکہ راستوں میں بھی فرق ہوتا ہے ایک راستہ تو بالکل برابر ہوتا ہے ایک آدھ انچ کا نشیب وفراز بھی نہیں ہوتا، اس قدر وسیع ہوتا ہے کہ درجنوں گاڑیاں بآسانی گذر سکتی ہیں، راستہ کے کناروں پر جنگلے اور خاردار تاروں نیز قریب قریب پولیس کی چوکیاں نصب ہوتی ہیں جنکی وجہ سے مسافر اور گاڑیاں اندرونی، بیرونی خطرات سے محفوظ رہتی ہیں۔

نیز روڈ ایسا بھی ہوتا ہے کہ فٹوں کے لحاظ سے اس میں گہرے گڑھے، جگہ جگہ شگاف، کوئی فرسخ شکستہ پلی سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ راستہ تنگ ہونے کی بنا پر ہر وقت رش رہتا ہے۔ حفاظتی انتظامات ناپید، سیکڑوں میلوں تک روڈ کی دونوں طرف ایسا جنگل جہاں راہزنوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہوں بجائے رات کے، دن کو مسافروں سے گاڑیاں چھیننا ان کے لیے مشکل نہ ہو۔ جب ایسے راستے پر سفر کرنے سے موجر نے روکا بھی ہو باوجود اس کے اگر اجر ایسے روڈ پر گاڑی سفر کرنے پر لے گیا اور اس سے نقصان ہوگیا تو کرایہ دار پر تاوان ہوگا۔ کیونکہ ایسے راستہ پر گاڑی لے جانا کئی وجوہ کی بنا پر تعدی ہے۔

نیز اگر سواریوں کی تعداد یا وزن کی مقدار زیادہ کر لی حالانکہ موجر سے ایک خاص تعداد اور مقدار پر عقد اجارہ ہوا تھا اور وزن زیادہ لادنے کی وجہ سے گاڑی الٹ گئی، اسکا حصہ خمیدہ ہوگیا، رِم خمدار ہوگئے، ٹائر پھٹ گئے، وزن زیادہ لادنے کی وجہ سے گاڑی کا زور زیادہ لگا یا جس کی بنا پر گاڑی گرم ہوگئی اور اسے آگ لگ گئی یا انجن فیل ہوگیا۔ یا مدت اجارہ کی تکمیل کے باوجود گاڑی استعمال میں رکھی یا پھر شہر مختص سے گاڑی دور لے گیا۔ تو ان وجوہات کی بنا پر گاڑی کے ہر قسمی نقصان کا مستاجر ذمہ دار ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَنَّ فِی کُلِّ مَوْضِعٍ یَضْمَنُ فِی الْاِعَارَۃِ یَضْمَنُ فِی الْاِجَارَۃِ

ہر ایسا مقام جہاں اعارہ میں ضمان ہے وہاں اجارہ میں بھی ضمان ہے۔ (تنقیح الحامدیہ ۱۴۹/۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(امانت موقت بوقت، وقت گذرنے کے بعد اگر امین کے پاس رہے تو نقصان کی صورت میں وہ ضامن ہوگا)

موصوف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور سوال یہ ہے، ,زید نے عمرو سے عاریۃً گھوڑا لیا تاکہ چار دن کے لیے ایک مخصوص گاؤں تک اس پر سفر کرلے زید مذکورہ آبادی تک گھوڑے پر سوار ہوکر پہنچا تو اس گاؤں سے مزید دور والے گاؤں میں چلا گیا اور بجائے چار روز کے ایک ماہ غائب رہا پھر یہ کہتا ہوا واپس لوٹا ,ایام مذکورہ گذرنے کے بعد دوسرے گاؤں میں گھوڑا اہلاک ہوگیا،، کیا مذکورہ سوال کے مطابق زید گھوڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا یا نہیں؟

جواب لکھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حَیْثُ کَانَتْ عَارِیَةُ الْحِصَانِ الْمَذْکُوْرَةِ مُوَقَّتَةً بِوَقْتٍ وَمُقَیَّدَةً بِمَکَانٍ مُعَیَّنٍ فَاَمْسَکَهُ بَعْدَ الْوَقْتِ وَتَجَاوَزَبِهِ الْمَکَانَ الْمُعَیَّنَ یَضْمَنُ قِیْمَةَ الْحِصَانِ لِصَاحِبِهِ قَالَ فِی الْعِمَادِیَّةِ ...وَفِی فَتَاوٰی الْقَاضِیْ ظَهِیْرِ الدِّیْنِ اِذَاکَانَتْ الْعَارِیَّةُ مُوَقَّتَةً بِوَقْتٍ فَاَمْسَکَهَابَعْدَ الْوَقْتِ فَهُوَضَامِنٌ وَیَسْتَوِیْ فِیْهِ اَنْ تَکُوْنَ الْعَارِیَّةُ مُوَقَّتَةً نَصًّااَوْدَلَالَةً حَتّٰی اَنَّ مَنْ اسْتَعَارَقَدُوْمًا لِیَکْسِرَالْحَطَبَ فَکَسَرَهُ وَاَمْسَکَ حَتّٰی هَلَکَ یَضْمَنُ

جب مذکورہ گھوڑا ایک خاص وقت (چار دن کے لیے) اور معین جگہ (گاؤں تک لے جانے) کے لیے عاریۃً تھا تو اسے زید نے وقت (معین گذرنے کے بعد مزید) اپنے پاس روکے رکھا اور مکان معین سے بھی اسے ساتھ لے کر آگے گزر گیا تو گھوڑے کے مالک کو اس کی قیمت۔ (بطور ضمان دے گا اور فتاویٰ قاضی ظہیر الدین میں ہے (مستعار اشیاء) کا جب وقت مقرر کیا گیا ہو اور وقت گزرنے پر مستعیر معیر کو اشیاء واپس نہ کرے تو وہ ضامن ہوگا خواہ عاریت نصاً موقت ہو یا دلالۃً۔ حتیٰ کہ اگر کسی آدمی نے کلہاڑہ لکڑی توڑنے/کاٹنے کے لئے عاریۃً لیا اور لکڑی توڑنے کے بعد اسے اپنے پاس رکھا پھر وہ ہلاک (ٹوٹ) گیا تو مستعیر ضامن ہوگا۔ (تنقیح الحامدیہ:۱۴۹/۲، ۸۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید لکھتے ہیں:

وَلَوْعَیَّنَ طَرِیْقاً فَسَلَکَ طَرِیْقاًآخَرَاِنْ کَانَا سَوَاءً لَایَضْمَنُ وَاِنْ کَانَ اَبْعَدَاَوْ غَیْرَمَسْلُوْکٍ ضَمِنَ وَکَذَااِذَاتَفَاوَتَافِی الْاَمْنِ...بَزَّازِیَّةٌ مِنَ الرَّابِعِ مِنَ الْعَارِیَةِ اَلْعَارِیَةُ لَوْ مُوَقَّتَةً فَاَمْسَکَهَا بَعْدَالْوَقْتِ مَعَ اِمْکَانِ الرَّدِّ ضَمِنَ وَاِنْ لَمْ یَسْتَعْمِلْهَابَعْدَ الْوَقْتِ هُوَ الْمُخْتَارُ...(سُئِلَ)فِی الْمُسْتَاجِرِاِذَاسَاقَ الدَّابَةَ سَوْقًاشَدِیْدًا غَیْرَمُعْتَادٍ وَعَنَّفَ فِی السَّیْرِ حَتَّی هَلَکَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ صَاحِبِهَا وَلَا وَجْهٍ شَرْعِیٍّ فَهَلْ یَضْمَنُ قِیْمَتَهَا؟(الجواب):نَعَمْ قَالَ فِی الْفَتَاوٰی الْعَتَّابِیَّةِ فَاِنْ عَنَّفَ فِی السَّیْرِ ضَمِنَ اِجْمَاعاًوَمِثْلُهُ فِی التتارخانیه والعمادیه وفتاوی مؤیدزاده

اگر کوئی شخص چوپایہ عاریۃً لے گیا اور اسے ایسے راستے پر لے کر چلا جو طے شدہ کے علاوہ ہے۔ اب اگر دونوں راستے برابر ہیں تو مستعیر پر ضمان نہیں۔ ہاں اگر ایسے راستے پر چوپایہ کو لے کر چلا جو قابل سفر نہیں (بجز تکلیف کے) تو پھر اس پر تاوان ہوگا۔ نیز اگر دونوں راستوں کے امن میں فرق ہو (جس راستہ کی بات ہوئی تھی وہ پُر امن تھا اور وہ جس راستہ پر لے گیا ہے وہ غیر محفوظ ہے تو اب بھی اس پر تاوان ہوگا) نیز عاریۃً لیے ہوئے چوپایہ کی واپسی کا وقت اگر مقرر تھا مستعیر نے باوجود واپس کرنے کے امکان کے اسے اپنے پاس رکھا اگرچہ استعمال نہ کیا تو پھر بھی اس پر تاوان ہوگا۔

☆اعلم ان مع العسر یسرا،وان الفرج مع الکرب،وانه لایدوم الحال وان الایام دول.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کیا گیا۔(اولاً سوال ملاحظہ کیجئے بعدازاں جواب:)
ایک آدمی نے چوپایہ کرایہ پر لیا اور جب اس پر سوار ہوا(یا وزن لادا)تو اس نے بہت ہی سختی سے تیز دوڑایا حتیٰ کہ دوڑانے کی حدمروجہ سے تجاوز کرگیا اور اس کے مالک نے اجازت بھی نہ دی تھی اور اسی وجہ سے جانور ہلاک ہوگیا تو کیا اس پر تاوان ہوگا؟

جواب لکھتے ہیں ہاں اس پر ضمان ہے۔بشرطیکہ اس نے چوپایہ چلانے میں دُرشتی کی ہو اور یہ حکم اجماعی ہے۔(تنقیح الحامدیہ:۱۴۶/۲،۸۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اجارہ فاسد کا حکم۔

عقدِ اِجارہ جب کسی بھی شرط کے تحت فاسد ہو تو اس کو ختم کرنا لازم ہے۔کیونکہ یہ معصیت ہے۔اگر متعاقدین اس پر اصرار کریں تو پھر قاضی حق شرع کی وجہ سے جبراً ختم کرائے۔البتہ مستاجر منافع حاصل کرلے تو اجرت مثلی دے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَالاِجَـارَـةُ وَالْبَیْـعُ اَخَـوَانِ...... اجارہ اور بیع (بھائی) ایک جیسے ہیں۔(تنقیح الحامدیہ:۱۵۳/۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جب اجارہ اور بیع ایک مثل ہیں اور بعض ائمہ کرام کے نزدیک اجارہ بیع کی ایک قسم ہے۔تو بیع فاسد کا جو حکم ہے اجارہِ فاسد کا وُہی ہونا چاہیے۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں بیع فاسد کے متعلق لکھتے ہیں:

یَجِبُ عَلٰی کُلٍّ وَاحِدٍمِنْهُمَااَیْ مِنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ فَسْخُهُ قَبْلَ الْقَبْضِ اَوْبَعْدَهُ مَادَامَ فِی یَدِالْمُشْتَرِیْ اِعْدَامًالِلْفَسَادِ لِاَنَّهُ مَعْصِیَةٌ فَیَجِبُ رَفْعُهَابحر وَاِذَااَصَرَّاَحدُهُمَا عَلٰی اِمْسَاکِهِ وَعَلِمَ بِهِ الْقَاضِی فَلَهُ فَسْخُهُ جَبْرًاعَلَیْهِمَاحَقًّالِلشَّرْعِ

بیع فاسد کو بائع و مشتری میں سے ہر ایک پر فسخ کرنا واجب ہے چاہے مبیع پر قبضہ سے پہلے ہو یا بعد، جب تک مبیع اپنے حال پر قائم ہے اور یہ فسخ فساد کو ختم کرنے کے لیے ہے۔کیونکہ یہ معصیت ہے۔لہذا اس کا رفع واجب ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں قضاء قاضی کی شرط بھی نہیں اور اگر وہ اس بیع فاسد کے برقرار رکھنے پر اصرار کریں اور قاضی کو خبر ہو جائے تو وہ حق شرع کے لیے ان دونوں یعنی بائع و مشتری پر جبر کر کے فسخ کراسکتا ہے بزازیہ۔(درمختار مع شامی،۱۱۴/۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر تکمیلِ مدّتِ اِجارہ سے قبل فوت جائے؟۔

طویل المیعاد اجارہ پر حاصل شدہ گاڑیوں کے مالک بعض اوقات مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے

☆تفاء ل ولا تقنط ولا تياس واحسن الظن بربک وانتظر منه کل خير وجميل.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فوت ہوجاتے ہیں۔یا پھر مستاجر تکمیل مدت اجارہ سے پہلے مرجائے تو دونوں صورتوں سے اجارہ فسخ ہوجائے گا اوراس کے بعد متعاقدین میں سے کسی ایک کا رینٹ... پہ حاصل شدہ گاڑی کو استعمال کرنا نادرست ہوگا۔

البتہ اگر مستاجر کسی ایسی جگہ پر ہے جہاں اسے فوراً گاڑی واپس کرنا نقصان دہ ہے تو اس کے لیے بقدر ضرورت اجر کی وفات کے بعد بھی گاڑی استعمال کرنا جائز ہے...اجر کی وفات کے بعد اس کا طے شدہ ,,عقد اجارہ،، تو فسخ ہوجاتا ہے۔لیکن اس کے سب ورثا متفقہ طور اپنے متوفی کی تکفین،تجہیز،تدفین،ادائیگی مہر ودین اور وصیت پر عمل کرنے کے بعد اس کی کرایہ پر دی ہوئی گاڑی اگر عقد جدید کے ساتھ اسی مستاجر کو دے دیں تو کوئی ممانعت اور عدم جواز نہیں بلکہ ارفق بالناس ہے۔

اسی طرح اگر مستاجر فوت ہوجائے تو قدیمی عقد اجارہ اس کی مرگ کے ساتھ ہی فسخ ہوجائیگا۔البتہ اس کے ورثا اور اعزا،اقربا کو اگر فسخ اجارہ کی ذیل میں مستاجرہ گاڑیاں موجر کو واپس کرنے میں بہت دقت اور ادارہ چلانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو وہ بھی نئے سرے سے اجر سے معاملہ کر سکتے ہیں۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِذَامَاتَ اَحَدُالْمُتَعَاقِدَیْنِ وَقَدْ عَقَدَالْاِجَارَۃَلِنَفْسِہٖ اِنْفَسَخَتْ لِاَنَّہٗ لَوْبَقٰی تَصِیْرُالْمَنْفَعَۃُالْمَمْلُوْکَۃُ بِہٖ اَوِالْاُجْرَۃُ الْمَمْلُوْکَۃُ لِغَیْرِ الْعَاقِدِمُسْتَحَقَّۃً بِالْعَقْدِ

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر فوت ہوجائے اوراس نے عقد اجارہ بھی اپنی ذات کے لیے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہوجائے گا۔کیونکہ اگر عقد باقی رہے تو اسکی منفعۃ مملوکہ یا اجرت مملوکہ غیر عاقد کے لیے ثابت ہوگی۔

(ہدایہ:۳ر۳۱۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاِذَا مَاتَ اَحَدُھُمَاوَفِی الْاَرْضِ زَرْعٌ یُتْرَکُ اِلَی الْحَصَادِ...لِاَنَّھَا کَمَاتُفْسَخُ بِالْاَعْذَارِتَبْقٰی بِالْاَعْذَارِ

متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر فوت ہوجائے اور زمین میں ہنوز (کچی) کھیتی موجود ہے تو (اس اجارہ کو فصل کی) کٹائی تک قائم رکھا جائے گا۔کیونکہ اجارہ جس طرح عذر کی بنا پر فسخ کیا جاتا ہے۔اسی طرح عذر کی بنا پر باقی بھی رہتا ہے۔ (بحر الرائق ۸ر۶۴: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆افرح باختیار اللہ لک،فانک لاتدری بالمصلحۃ،فقد تکون الشدۃ خیرالک من الرخاء.☆

© rasailojaraid.com